مولانا عبدالرحمان قاسمی *

زیب وزینت کے شرعی حدود

آرائش وزیبائش جو انسانی فطرت کا ایک حصہ ہے اسلام نے اس شعبہ میں بھی انسانوں کی رہنمائی کی ہے۔ اور دین فطرت نے بنو آدم کو ستر عورت اور لباس شرعی سے زینت کا حکم دیا ہے' یبنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد ۔ ''اے انسانو! ہر نماز کے وقت اپنی زینت اختیار کرو''۔(۱)

اور تمام مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ زینت سے مراد ستر عورت کے بقدر لباس پہننا ہے (۲) لیکن اسلام نے لباس کے معاملہ کو بھی خواہشات نفس پر نہیں چھوڑا' جس کی وجہ یہ ہے کہ فطرت انسانی کو خطرہ لاحق تھا کہ شیطانی انفعال و وساوس اور زینت کی رعنائیاں کہیں فطرت صحیحہ کو بالخصوص صنف نازک کی نسوانیت کو عریانیت اور بے پردگی کا دلدادہ نہ بنادیں' کیونکہ نبی صادق و مصدوق نے ہم کو بہت پہلے خبر دے دی تھی۔ سیکون فی آخر امتی نساء کاسیات عاریات'' میری امت کے اخیر دور میں ایسی عورتیں ہوں گی جو دیکھنے کو لباس پہنے ہوں گی حالانکہ حقیقت میں وہ ننگی ہوں گی۔ (۳) علامہ ابن عبدالبر نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے وہ عورتین مراد ہیں جو نام کا معمولی لباس پہن لیتی ہیں اور حقیقتاً وہ بے پردہ ہوتی ہیں۔ (۴) اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے احکام لباس کو بیان فرمایا۔

ویسے تو لباس کے احکام عمومی ہیں مرد عورت سب کے لئے ہیں لیکن چونکہ مردوں کو عام طور پر آرائش و زیبائش اور اسباب زینت مثلاً ریشمی' زعفرانی اور گہرے لال رنگ کے کپڑوں کے استعمال سے منع کیا گیا ہے اسی لئے زیر نظر مضمون میں بالخصوص عورتوں کے لباس وتزئین سے بحث ہوگی اور شرعی حدود کے آئینہ میں زیب وزینت کے طریقوں کا جائزہ لیا جائے گا۔

تزئین وآرائش عورت کا بنیادی حق ہے میک اپ اور بناؤ سنگار کرنا عورت کی فطرت کے عین مطابق ہے اس لئے شریعت مطہرہ راہ اعتدال میں رہ کر عورت کو اپنے محل میں تزئین کا حکم دیتی ہے یہ الگ بات ہے کہ شریعت اس غلو کی اجازت نہیں دیتی جو آج کل اس میں کیا جارہا ہے' آج کی تزئین اپنے شرعی حدود اور اس کے تقاضوں سے ہٹ کر

---

* نائب صدر مدرس دارالعلوم حیدرآباد

نمائش کے جذبہ سے بہت قریب ہوگئی ہے۔ افسوس کہ جن عورتوں کو قدرت نے شمع خانہ بنایا تھا اب وہ شمع محفل بننے پر نازاں ہیں اور عصمت و آبرو شرم و حیاء جن کا سب سے بڑا زیور تھا آج وہ مغربیت کے سیلاب میں کودنے کو تیار ہیں۔ آج زیبائش و آرائش کے نئے نئے طریقے اور نئی نئی وضعیں اپنائی جارہی ہیں۔ لباس و زیورات اور جسمانی خدوخال کے اظہار میں مغرب پرستی کا رجحان بڑھتا جارہا ہے' بیوٹی پالروں کے ایجاد کردہ فیشن اور ٹیلی ویژن وغیرہ کے بے ہودہ چینلز نے معاشرہ میں تزئین سے بیجا دلچسپی کا ایک طوفان کھڑا کردیا ہے جس کے مہلک اثرات آئے دن ہمیں دیکھنے میں آرہے ہیں۔

<u>موجودہ زمانہ میں زینت کے طریقے:</u>

<u>لباس:</u> موجودہ زمانہ میں مغربیت نے تہذیب شائستگی کے روپ میں برہنگی اور عریانیت کو جنم دیا۔ یہ شائستہ عریانگی دور جاہلیت سے بہت آگے بڑھ کر ایک مستقل فن بن گئی ہے۔ عرب عورتیں بالعموم ایسا ریشمی قمیص پہنتی تھیں جن میں موتی جڑے ہوتے اور بغلوں کے دونوں جانب کھلے ہوتے تھے اسی کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے "کاسیات عاریات" فرمایا کہ نام کے معمولی لباس پہن لیتی ہیں حالانکہ حقیقتاً وہ بے پردہ ہوتی ہیں۔ خیر یہ تو اس دور کی بات ہے جسے دور جاہلیت کہا جاتا تھا۔ مگر آج کے جس دور کو تہذیب و تمدن کا دور کہا جارہا ہے۔ اس میں تو عورتوں کا معیار برہنگی اور بھی بڑھ چکا ہے۔ شانہ پشت اور پنڈلیوں کا ایک بڑا حصہ کھلا رہتا ہے۔ سر پر خمار اور چادروں کا تو سوال ہی نہیں۔ اور کپڑوں کی بناوٹ جسم کی ساخت کو خوب ابھارنے والی ہوتی ہیں' حالانکہ شریعت میں اس کی قطعاً اجازت نہیں۔ عورت کے لئے لباس شرعی تو وہ ہے جو عورت کے بدن کا استیعاب کرے' کشادہ ہو تنگ نہ ہو' موٹا ہو باریک نہ ہو' یعنی مکمل ستر اور پردہ ہو اسی طرح لباس شہرت اور نمائش کا نہ ہو اور مردوں کے کپڑے کے مشابہ نہ ہو۔

<u>تستر کلی:</u> مکمل پردہ کے لئے قرآن حکیم اور سنت مطہرہ میں چار چیزوں کا تذکرہ آتا ہے۔

۱۔ اوڑھنی یعنی جس کے ذریعہ عورت اپنا سر ڈھکتی ہے' زمانہ جاہلیت میں بھی عورتیں اوڑھنی کا استعمال کرتی تھیں مگر سر ڈھانکنے کی بجائے پیچھے باندھتی تھیں۔ (۵) گردن' کان' سینہ وغیرہ کھلا رہتا تھا۔ جس سے زیورات اور اعضائے محرمہ دکھائی دیتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا "ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ،، عورتوں کو اپنی اوڑھنیاں سینوں پر ڈال کر رہنا چاہیے۔ (۶) لہذا مسلمان عورتوں پر لازم ہے کہ وہ ایسا خمار (اوڑھنی) استعمال کریں جو ان کے سر' گردن' سینے' زیورات وغیرہ کو ڈھانپ لے اور اپنی اوڑھنی کو سروں پر ڈال کر نیچے تک لٹکا لیا کریں۔

۲۔ <u>پاجامہ:</u> ایسا لباس جو ناف سے لے کر ٹخنوں تک چھپائے خواہ پاجامہ یا شلوار کی شکل میں ہو یا ساڑھی وغیرہ کی صورت میں ہو' گو کہ حدیث میں آنے والے لفظ سراویل کا اطلاق اکثر و بیشتر پاجامہ شلوار وغیرہ ہی پر ہوتا ہے لیکن

چونکہ مقصد تستر و پردہ ہے اس لئے ساڑھی وغیرہ بھی اس میں داخل ہو جائے گی۔ البتہ زیادہ پردہ چونکہ پاجامہ میں ہے اس لئے پاجامہ ہی اصل ہے' بہرحال حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک بار نبی کریم ﷺ کے پاس میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک عورت گدھے پر گزری' گدھے کا اگلا پیر کسی گڑھے میں گر گیا' جس کی وجہ سے عورت بھی گر پڑی' نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اللھم اغفر للمتسرولات من امتی' یایھا الناس اتخذو السراویلات فانھا من استریثابکم"

"اے اللہ میری امت پاجامہ پہننے والیوں کی مغفرت فرما۔ اے لوگو! تم لوگ بھی پاجامے بناؤ' کیونکہ وہ تمہارے کپڑوں میں سے زیادہ ساتر ہے۔''(۷) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سراویل مستحب ہے۔

۳۔ کپڑوں کو خوب نیچے رکھنا: اگرچہ مردوں کو ایک حد کے بعد اس کی اجازت نہیں' جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ "عن ابی عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لا ینظرن اللہ الی من جرثوبہ خیلاء"

"ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف قیامت کے دن نہیں دیکھے گا جو اپنے کپڑے تکبر کی وجہ سے گھسیٹتا ہو۔''(۸) اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے: قال ما اسفل من الکعبین من الازار ففی النار ''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پاجامہ کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہوگا۔(۹)

لیکن عورتیں اس وعید سے مستثنیٰ ہیں' اور ان کے لئے سدل ثوب (نیچے تک لباس رکھنا) مطلوب ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ ان ام سلمہ زوج النبی ﷺ قالت لرسول اللہ ﷺ حین ذکر الازار: فالمرأۃ یا رسول اللہ؟ قال ترخی شبرا' قالت ام سلمۃ: اذن ینکشف عنھا' قال: فذراع لا یزید علیہ "حضرت ام سلمہ نے نبی کریم ﷺ کے سدل ازار کی وعید کے وقت کہا کہ عورت کیا کرے؟ تو آپ نے فرمایا: ایک بالشت یا ایک ہاتھ لٹکا لیا کرے اس پر اضافہ نہ کرے''(۱۰)

تو نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو کپڑوں کو نیچا تک رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی' تاکہ ان کے لئے زینت کے ساتھ پردہ بھی ہو جائے۔

۴۔ چوتھا کپڑا جس کا ذکر قرآن وحدیث میں آتا ہے وہ ایک ایسی لمبی چادر ہے جو اوپر سے نیچے تک خوب اچھی طرح بدن کو ڈھانپ لے' موجودہ زمانے میں اس کے لئے برقعہ استعمال کیا جاتا ہے'(۱۱) ضرورت کے مواقع پر جب عورت کو گھر سے باہر جانا پڑ جائے تو برقعہ یا کوئی ایسی چادر اوڑھ کر نکلے کہ سر سے پاؤں تک اس میں لپٹی ہوئی ہو اور چہرہ

ہتھیلی وغیرہ بھی چھپے ہوئے ہوں' بقدر ضرورت آنکھ کھلی رہ سکتی ہے' لیکن موجودہ زمانہ میں ایسی بیٹیاں موجود ہیں کہ آنکھ کھولنے کی بھی ضرورت نہیں' ارشاد خداوندی ہے "یا یھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن" "اے نبی اپنی ازواج مطہرات اور بنات طاہرات اور عام مومن عورتوں کو حکم دے دیں کہ وہ اپنی چادروں کا کچھ حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کریں۔"(۱۲)

لیکن افسوس کہ آج کل تو برقعہ تک کو فیشن کا روپ' دیدیا گیا ہے اسکے لئے انتہائی بھڑکدار اور چمکیلے کپڑے کا استعمال کیا جاتا ہے' پھر سلائی بھی کچھ اس انداز کی کہ پردہ کے بجائے اظہار زینت کا سامان بن کر رہ گیا ہے۔ اور پردے میں بے پردگی ہو رہی ہے۔

۵۔ تنگ لباس: عورت کا پورا لباس کشادہ ہونا چاہئے' نہ کہ تنگ۔ تنگ لباس سے عورت کے جسم و اعضا اور حجم واضح ہو جاتے ہیں جو شرعاً ممنوع اور حرام ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے قبطی لباس سے منع فرمایا ہے۔ یہ قبطی لباس مصر کے ایک مقام کی طرف منسوب ہے اور یہ انتہائی تنگ ہوا کرتا تھا' اس لئے آپ نے فرمایا انی اخاف ان تصف حجم عظامھا مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے عورتوں کے جسم کا حجم واضح ہو جائے گا۔ اور قرآن میں کہا گیا ہے "ولا یبدین زینتھن" اپنی زینت یعنی جسم کو ظاہر نہ کریں (۱۴) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے جسم و اعضاء کو بھی زینت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اس کے تبرج و اظہار سے منع کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانے میں عورتیں اسی ممنوعہ طریقہ کو اپنا کر اظہار و زینت کرتی ہیں' حالانکہ ایسے لباس طبی اعتبار سے بھی صحت کے لئے مضر ہیں' کیونکہ تنگ کپڑوں سے یا تو جسم پر رگڑ پڑتی ہے یا ہوا کا داخلہ متاثر ہوتا ہے' اور دونوں ہی مضر ہیں' چنانچہ ماہرین امراض کا کہنا ہے کہ اس سے الرجی' وائرس' اگیزیما اور دیگر جلدی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ (۱۵)

لباس شہرت: لباس شہرت یعنی ایسا کپڑا کہ لوگوں کی نگاہیں اس کی طرف اٹھیں' یا خود کو لوگوں پر برتر ظاہر کرنے کے لئے پہنا جائے۔ چاہے وہ شہرت رنگ کی وجہ سے یا ہئیت وصورت کی وجہ سے' شریعت نے ایسے کپڑے کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ من لبس ثوب شھرۃ فی الدنیا البسہ اللہ ثوب مذلۃ یوم القیامۃ ثم الھب فیہ نارا۔ جو شخص لباس شہرت دنیا کے اندر پہنے گا اس کو قیامت میں ذلت کا لباس پہنایا جائے گا۔ پھر اس لباس میں آگ لگادی جائے گی۔ (۱۶)

معلوم ہوا کہ مرد و عورت کو ایسے لباس سے احتیاط کرنی چاہیے۔ لیکن عورتوں کے لئے یہ لباس اس وقت ممنوع ہے جب شوہر کے علاوہ کسی دوسری محفل وغیرہ میں شرکت کے لئے ہو' تاکہ اس کو خیرہ نگاہوں سے دیکھا جائے' خصوصاً ہمارے زمانے میں عورتوں کا یہ مزاج بن گیا ہے کہ شوہروں کے علاوہ محفلوں کے لئے زیب وزینت کرتی ہیں اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتی ہیں جو ممنوع ہے۔

<u>مردوں کے جیسے لباس:</u> مردوں کے لئے عورتوں کے مشابہ اور عورتوں کے لئے مردوں کے مشابہ لباس پہننا حرام ہے۔ خواہ وہ مشابہت رنگت کے اعتبار سے ہو یا بناوٹ اور تزئین کے اعتبار سے ہر ایک ممنوع ہے۔ جب کہ موجودہ زمانہ میں مردوں کا یہ عام رحجان بن چکا ہے کہ عورتوں والی زینت اپنانے کی کوشش کرتے ہیں' اسی طرح عورتیں بھی مردوں جیسا لباس اپنانا چاہتی ہیں۔ حالانکہ حدیث میں آتا ہے کہ "لعن رسول اللہ ﷺ الرجل یلبس لبسة المرأہ والمرأة تلبس لبسة الرجل" نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔[۱۷] اسی طرح غیر مسلموں کی مشابہت بھی حرام ہے۔

جہاں تک عورتوں کا حق تزئین ہے وہ بالکل مسلم ہے' ریشم اور رنگین اور شوخ کپڑوں کا استعمال' زیورات' سرمہ' خوشبو' مہندی وغیرہ سب جائز ہیں جبکہ خاوند کے لئے ہوں' اب رہی یہ بات کہ کیا عورتیں جن چیزوں کے ذریعہ زینت اختیار کرنے میں بالکل آزاد ہیں کہ جس طرح چاہیں زیب و زینت اختیار کرلیں یا اس کا بھی کچھ شرعی حدود ہیں۔ بلاشبہ خواہشات کی تکمیل تو ایک حد تک پسندیدہ ہے لیکن حد اعتدال سے زیادہ دلچسپی کو شریعت نے روا نہیں رکھا ہے' چنانچہ زیب و زینت میں جہاں لباس پر خاص توجہ دی جاتی ہے' وہیں زیوارت اور میک اپ بھی خاص توجہ کا مرکز ہوتے ہیں' اس لئے اب ذرا میک اپ اور زیورات پر ایک نگاہ ڈالتے چلئے۔

<u>زیورات:</u> سونے اور چاندی کے تمام قسم کے زیورات اسی طرح موتی مونگے کے بنے ہوئے زیورات جائز ہیں' شرط یہ ہے کہ اس میں کسی جاندار وغیرہ کی تصویر نہ ہو اور نہ ہی اس میں صلیب اور کفار کی عبادت گاہوں اور شعائر کی تصاویر ہوں' چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ایسی چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ "قدم رسول اللہ ﷺ من سفر وقد سترت بقرام لی علی سھوة لی فیھا تماثیل' فلما رآہ رسول اللہ ﷺ ھتکہ" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سفر سے آنے کے بعد میرے تصویر والے پردہ کو دیکھا تو اسکو ناراضگی سے پھاڑ دیا۔[۱۸] اس روایت سے تصویر کی شناخت صاف طور پر معلوم ہوتی ہے' کہ تصویر فی نفسہ مذموم ہے چاہے جہاں بھی ہو۔ اسی طرح حضرت عائشہ سے ایک روایت ہے "ان النبی ﷺ لم یکن یترک فی بیتہ شیئا فیہ تصالیب الانقضہ" گھر کی کسی چیز میں بھی اگر صلیب کی تصویر ہوتی تو آپ اس کو توڑ دیتے[۱۹] تو آپ زیورات میں تصویر کو کیسے پسند کرتے اس لئے ایسے زیورات سے بچنا مسلمان عورتوں پر فرض ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل جو بھی لاکٹ وغیرہ تیار ہوتے ہیں اس پر بالعموم شوقیہ تصویر بنوائی جاتی ہے۔ حالانکہ تصویر کی حرمت کی وجہ سے ایسے زیورات کے ساتھ دوسری عبادات بھی ناقابل قبول ہوتی ہیں۔

<u>سرمہ:</u> آنکھوں کی خوبصورتی کے لئے سرمہ کا استعمال بالکل جائز ہے لیکن موجودہ زمانہ میں جو اوپر کی پلکوں پپوٹوں

اور آنکھوں کے نیچے کے حصے میں رنگ لگانے کا رواج پڑ چکا ہے۔ وہ نقصان دہ ہونے کی وجہ سے نامناسب ہے اور چونکہ جو چیز طبی نقطہ نگاہ سے غلط اور مضر ہو اسے شریعت بھی ناپسند کرتی ہے' اسلئے جو چیز مضر ہو اس سے بچنا چاہیے' البتہ اثمد پتھر سے بنائے گئے سرمہ کا استعمال بالکل جائز ہے' بلکہ سنت کے عین مطابق ہے' یہ آنکھوں کیلئے فائدہ مند ہے' اس سے آنکھوں کی صفائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ (۲۰) اور تزئین بھی ہوتی ہے۔ اسی کے حکم میں اور دوسرے سرمے اور کاجل بھی ہیں۔ البتہ سرمہ و کاجل اگر ناجائز چیزوں سے بنائے جائیں تو پھر وہ ناجائز ہو جائیں گے۔ ورنہ جواز میں کوئی شبہ نہیں۔

مہندی: موجودہ زمانہ میں مہندی کو مختلف جگہوں پر استعمال کیا جاتا ہے' حتیٰ کہ مہندی کے استعمال میں بھی بے حیائی ہونے لگی ہے۔ چنانچہ اب مہندی کا استعمال صرف ہاتھوں اور پیروں پر ہی نہیں بلکہ پیٹ' پیٹھ' زیر ناف اور مغربی ممالک میں گھٹنوں کے اوپری حصہ ران وغیرہ پر بھی ہونے لگا ہے۔ ظاہر ہے اس کی ڈیزائننگ خود سے تو کرنا ناممکن ہے اور شوہر کرنے سے رہا۔ چنانچہ عورتیں بیوٹی پارلروں کا چکر لگاتی ہیں یا اس کے باہر مرد یا عورت کو بلا کر یہ کام کرواتی ہیں۔ اور مغربی ممالک میں تو سینہ پر بھی ڈیزائننگ کروانا سننے میں آیا ہے' مسلمان عورتیں تک ایسا کرواتی ہیں' کہاں گیا ان کے شرو حیا کا زیور؟ ایسے مواقع پر حضرت عائشہ کا وہ حکیمانہ قول یاد آتا ہے۔ "اذا فاتک الحیاء فافعل ماشئت" جب حیاء ہی ختم ہو جائے تو جو چاہے کرو' یہ تمام طریقے شریعت میں قطعاً جائز نہیں۔ البتہ شریعت نے مہندی کو صرف جائز ہی نہیں بلکہ احادیث میں شادی شدہ عورتوں کو اس کے استعمال کی تاکید کی گئی ہے۔ ہند بنت عتبہ' جو ابوسفیان کی اہلیہ تھیں مہندی کے بغیر آپ نے دیکھا تو ان کے ہاتھوں کو درندوں کے ہاتھ سے مشابہ قرار دیا' لہذا عورتوں کو شرعی حدود میں مہندی استعمال کرنا چاہیے۔ (۲۱) اسی طرح کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے اس بارے میں سوال کیا۔ "ماتقولین یا ام المومنین فی الحنا ' فقالت حبیبی ﷺ یعجبه لونه ویکره ریحه تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام اس کے رنگ کو پسند کرتے تھے لیکن اس کی بو کو ناپسند کرتے تھے۔ (۲۲)

خوشبو: خوشبو اور خوشبودار چیز سے بھی زینت حاصل کی جاتی ہے' موجودہ زمانہ میں عورتیں مختلف قسم کی خوشبودار چیزیں استعمال کرتی ہیں' مثلاً کریم' پاوڈر' نہاتے وقت پانی میں خوشبو' خوشبودار تیل' صابن' بالوں میں خوشبودار پھولوں کے گجرے وغیرہ۔ اگر یہ چیزیں گھر میں استعمال کی جائیں تو شوہر کے لئے ان کا استعمال پسندیدہ ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ شوہر کی خواہش بھی ہو تو پسندیدگی بڑھ جاتی ہے اور اگر ان کا استعمال باہر جاتے وقت یا مشترکہ گھر میں ہو تو یہ عورت کے لئے ناجائز ہے۔ اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے' قال رسول الله ﷺ ایما امراة استعطرت فمرت علی قوم لیجدوا من ریحها فھی زانیة" حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت عطر استعمال کرے اور کسی قوم کے پاس سے گزرے اس خیال سے

کہ لوگ اس کی خوشبو کی طرف متوجہ ہوں تو وہ زانیہ ہے[۲۳]۔ یہی حکم تمام خوشبوؤں اور خوشبودار چیزوں کا ہے اور نبی کریم ﷺ نے تو مرد وعورت کیلئے الگ الگ عطر کی وضاحت کردی ہے' قال رسول الله ﷺ طيب الرجال ظهر ريحه و خفي لونه و طيب النساء ظهر لونه و خفي ريحه' نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو تو پھیلتی ہو لیکن پوشیدہ ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو پوشیدہ ہو۔[۲۴] لہذا عورتوں کیلئے خاص کر شوہر کے علاوہ کیلئے ایسی خوشبو کا استعمال جائز نہیں جس کی خوشبو پھوٹتی ہو۔

بال اور ابرو: حسن کی دنیا میں بالوں کا خاص دخل ہے' عورتوں کے لئے بال خصوصیت سے زینت کا سبب ہیں اور کالے گھنے لامبے بال عورتوں کی خوبصورتی میں شمار ہوتے ہیں۔ حدیث پاک میں بالوں کی حفاظت' صفائی' کنگھی' اور تیل وغیرہ کے ذریعہ مطلوب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "من كان له شعر فليكرمه' جس کے بال ہوں وہ اس کی زینت ونظافت کے ذریعہ تعظیم کرے[۲۵] اب یہ اکرام چاہے صفائی ستھرائی کنگھی وغیرہ کے ذریعہ ہو یا خضاب مہندی وغیرہ کے ذریعہ' کیونکہ خضاب بالوں کی چمک اور ان کی صحت مند ومضبوط رکھنے میں اضافہ کرتا ہے' اور جب سفید بال ہو جائیں تو رنگ ہی کے ذریعہ زینت حاصل کی جاتی ہے' تاہم کالے خضاب کا استعمال مردوں کے لئے تو جائز نہیں' البتہ عورتیں کالا خضاب استعمال کرسکتی ہیں' جیسا کہ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان نے اپنی کتاب المفصل میں کالے خضاب کو عورتوں کے لئے جائز کہا ہے۔[۲۶]

دور حاضر میں بالوں کی زینت کے مختلف طریقے رائج ہیں مثلاً بال ترشوانا' بھوں ترشوانا' بال سیدھے گھنگریالے کرانا' بھوں کا چھیلنا اور باریک بنانا وغیرہ وغیرہ' عورتوں کو بال کٹانا یا بال صاف کرانا بالکل جائز نہیں۔ ان کے کاٹنے پر سخت وعید وارد ہوئی ہے اس میں فاجروں فاسقوں اور یہود وکفار کی مشابہت ہے' نیز مردوں سے بھی مشابہت ہے' پھر بھوں کے چھیلنے اور باریک بنانے میں تغیر خلق بھی ہے جو ممنوع ہے اس طرح انتہائی اہتمام کے ساتھ الیکٹرانک آلات کے ذریعہ سیدھا یا گھنگریالے کروانا بھی جائز نہیں' اس میں دو طرح کا نقصان ہے ایک تو شرعاً جائز نہیں فقہا نے اس کو مبالغہ فی الزینۃ اور ارفاء میں داخل کیا ہے۔ عن فضالة كان رسول الله ﷺ ينهانا عن كثير من الافاء[۲۷] دوسرے طبی نقصان بھی ہے' چنانچہ تزئین کے ماہرین بھی اسکو کرنے سے منع کرتے ہیں اور طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر اس کے کیمیائی اجزاء سر کی جلد کو لگ جائیں تو بہت ہی مہلک ثابت ہوں گے اور بالوں کی جڑوں اور بالوں کو بھی کمزور کردیتے ہیں۔

وزن بڑھانا: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فطری حسن کے باوجود کمزوری اور دبلے پن کی وجہ سے حسن میں نکھار نہیں آتا تو ایسی صورت میں عورتیں اپنے شوہر کو لبھانے کیلئے موٹاپے کی جدوجہد کرسکتی ہیں' ہاں مردوں کیلئے ایسا کرنا مناسب نہیں' چنانچہ فتاوی ہندیہ میں ہے کہ عورتیں محض اپنے شوہر کی خاطر اگر موٹاپے کی جدوجہد کرتی ہیں تو جائز ہے۔ والمرأة

اذا كانت تسمن نفسها لزوجها فلا باس به ويكره للرجل ذالك " عورت جب اپنے شوہر کے لئے موٹاپا اختیار کرے تو کوئی حرج نہیں۔ (۲۸) امرأة تأكل الفتيت واشباه ذالك لا جل السمن۔ وہ عورت جو موٹاپا کیلئے ثرید وغیرہ کھائے تو کوئی حرج نہیں البتہ چونکہ مردوں کیلئے اس کی ضرورت نہیں اسلئے مکروہ ہے۔ (۲۹)

وزن گھٹانا: عورتوں کا بدن بسا اوقات وضع حمل یا عمر کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد موٹاپے کی وجہ سے بے ڈھب ہو جاتا ہے اور کبھی پیٹ کا نچلا حصہ بھی لٹک جاتا ہے جس کے علاج کے مختلف طریقے رائج ہیں اور ان سے حسن کی دوبالگی تناسب اعضا اور وزن کے گھٹانے کا فائدہ حاصل کیا جاتا ہے اس لئے ایسی صورت میں یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ اس زمانہ میں فاسق عورتوں کا خاص طور پر یہ شعار ہے کہ بدن کو متناسب بنا کر لوگوں کے سامنے ان کی نمائش کے لئے ریاضت اور عمل جراحی کرتی ہیں' جو قطعاً جائز نہیں البتہ عمل جراحی کے علاوہ یہی فوائد اگر ورزش وغیرہ کے ذریعہ حاصل کئے جائیں اور مکمل پردہ میں رہ کر ورزشیں ہوں تو درست ہے' اس میں کوئی حرج نہیں۔

چہرہ کی زینت: زیب وزینت کا سب سے عظیم مرکز اور تزئین و آرائش کا اولین محور تو چہرہ ہی ہے پھر چہرہ کی تزئین میں جدت وندرت کیونکر نہ ہو؟ جب کہ تمام تر فتنہ سامانیاں اسی کی رہین منت ہیں اور لہو ولعب کی گلکاریوں میں اسی کا کردار مرکزی ہوتا ہے اس لئے ناممکن تھا چہرہ کی تزئین پر مطلوبہ تزئین سے آگے بڑھ کر دلآ ویزیوں کے نت نئے روپ نہ اپنائے جاتے' چنانچہ چہرہ کی تزئین مختلف انداز سے کی جاتی ہے۔ کبھی تو رنگ نکھارنے کیلئے چہرہ پر کسی کریم یا لوشن کی مالش کروائی جاتی ہے تاکہ آنکھ کے حلقے اور ٹھوڑی وغیرہ میں نکھار آ جائے اور جلد میں چمک پیدا ہو جائے یہ طریقہ شرعاً ممنوع ہے اور حدیث پاک میں اس عمل پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ كان النبي ﷺ يلعن القاشرة والمقشورة ' نبی کریم ﷺ ایسی عورتوں پر لعنت بھیجتے ہیں جو مالش کرتی یا کراتی ہیں۔ (۳۱) لیکن اگر چہرہ پر کوئی داغ کیل مہاسے ہوں اور ان کو دور کرنے کیلئے کسی کریم وغیرہ کا استعمال خود سے کیا جائے تو درست ہے البتہ چہرے کی جھریوں کو دور کرنے یا کسی دوسری تزئین کے لئے دوا کا علاوہ سرجری وغیرہ کرانا تغیر خلق اللہ کے اندر داخل ہے لہذا یہ بھی درست نہیں ہاں بعض عورتوں کے چہرہ پر خلاف طبع بال وغیرہ آ جاتے ہیں تو اگر تغیر خلق کے بغیر دوا وغیرہ کے ذریعے بال ختم کرنا ممکن ہو تا ایسا کرنا بھی درست ہے۔" كما قال العيني الحنفي لا تمنع الادوية التي تزيل الكلف وتحسن الوجه للزوج فلا ارى باسا" (۳۲)

چہرہ کی تزئین سے متعلق کچھ باتیں تو "سرمہ" وغیرہ کے ذیل میں آ چکی ہیں البتہ چہرہ کی زینت میں دانت اور ہونٹ کو بھی غیر معمولی دخل واہمیت حاصل ہے چنانچہ جن کے سامنے والے دانت بڑے یا ابھرے ہوئے ہوتے ہیں وہ اپنے دانتوں کو گھسواتی ہیں' علاوہ ازیں دانتوں کے درمیان کشادگی کی جاتی ہے اور یہ بات بالعموم معمر عورتوں میں پائی جاتی ہے تاکہ وہ کم عمر معلوم ہوں کیونکہ کم عمر والی عورتوں کے دانتوں میں کشادگی ہوتی ہے۔ بہرحال دانتوں کو گھسوانا یا

ان کے درمیان کشادگی کروانا' اگر علاج کی غرض سے ہو تب تو درست اور مباح ہے ورنہ اسے تغییر خلق اور اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی سے تعبیر کیا جائے گا۔ جس کے حرام ہونے پر نص وارد ہے۔ جیسا کہ آئندہ آئے گا اس لئے ایسی تزئین سے گریز کرنا چاہیے جس میں تغییر خلق پائی جارہی ہو' البتہ ہونٹوں پر لگانے والا لپ اسٹک یا میاٹ لپ اسٹک جو بھی ہو اگر اس کی تہیں اس طرح جم جائیں کہ پانی ہونٹوں تک نہ پہنچ سکے تو چونکہ اسی صورت میں وضو درست نہیں ہوگا اس لئے جن دنوں نماز پڑھنا ضروری ہے ان دنوں ایسا لپ اسٹک کرنا جائز نہیں ہے اور جن دنوں نماز سے رخصت ہے ان دنوں ہر طرح کا لپ اسٹک استعمال کرنے کی اجازت ہے کیونکہ ہندوستان میں بننے والے لپ اسٹک کے بارے میں تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں خنزیر کی چربی نہیں ہوتی لہذا اجواز میں تو شبہ نہیں البتہ طبی نقطہ نگاہ سے لپ اسٹک کا استعمال بھی نقصان دہ ہے' اس لئے اس کا استعمال نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

بہر حال یہاں تک تو اسلامی نقطہ نگاہ سے چہرہ کی تزئین کی حد بتلائی گئی' اب ذرا فیشن پرستی میں مدہوش میک اپ کرنے کے نقصانات کا بھی جائزہ لے لیجئے کہ حفظان صحت کے ایک مشہور مغربی مفکر کا اعتراف ہے کہ فیشن اور رواج کی دنیا نے ہمیں صرف دھوکہ اور فریب دیا ہے میک اپ عورتوں کے حسن کے لئے تھا۔ لیکن جتنا نقصان اس نے حسن نسواں کو دیا ہے شاید ہی کسی چیز نے دیا ہو جنگوں نے ماحول اور حالات بدلے بارود نے تباہ کاریوں کی انتہا کر دی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کا نقصان کم ہے بہ نسبت اس نقصان کے جو میک اپ سے ہوا ہے۔ (۳۳)

لیجئے جس مغرب کی تقلید میں ہم نے فیشن کو اپنایا تھا اسی مغرب کے ایک مفکر کا کہنا ہے کہ میک اپ میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے گویا:

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

تاہم ذرا نقصان کی تفصیل بھی دیکھئے کہ جس مقصد سے ہمارا معاشرہ میک اپ کا دلدادہ ہے اسی مقصد پر کتنی کاری ضرب لگ رہی ہے چنانچہ میک اپ کے خطرناک کیمیکل پر جدید سائنس نے جو تحقیقات کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ چہرہ کے مہاسے' چہرے پر سیاہ دانے' لیس دار تھیلی نما مہاسے' کیل اور چھائیاں' ناک پر دانوں کا بگاڑ عام پھوڑے پھنسیاں' داد اور پھپھوند سے پیدا ہونے والے امراض سب کے سب میک اپ میں استعمال ہونے والے کیمیکل کا نتیجہ ہیں۔

ہائے افسوس قلم کا یارا نہیں کہ اب کیا لکھے کیونکہ جدید سائنس نے تو پورا گھروندا ہی تباہ کر ڈالا' اور جس فائدہ کے لئے ہمارا معاشرہ اربوں روپئے پھونکتا چلا جارہا ہے اس سے فائدہ تو کجا نقصانات کی ایک فہرست ہے اور کچھ نہیں کاش اب بھی عالم انسانیت اپنی فطرت کی طرف لوٹتی' اور اسلامی زیب وزینت کو اپنا کر دنیوی فوائد کے ساتھ اخروی ثواب کا ذخیرہ جمع کرنے لگتی۔

مصنوعی چوٹی: حسن کی بارگاہ میں دراز گیسو اور گھنیرے بالوں کی قدر ومنزلت سے کون انکار کرسکتا ہے۔ اسی لئے تو جن عورتوں کے بال قدرے چھوٹے ہوتے ہیں۔ وہ مصنوعی بالوں کا استعمال کرتی ہیں۔ اور نہیں تو کم از کم اتنا ضرور ہے کہ مصنوعی چوٹیوں کا استعمال آج کل کی عورتوں کا ایک عام سا معمول بن گیا ہے۔ مصنوعی چوٹیاں کبھی تو دھاگے اور ریشم کی ہوتی ہیں، اور کبھی کسی انسان یا جاندار کے بالوں کی بنائی جاتی ہیں، بعض علماء نے تو بالوں کے ساتھ کسی بھی چیز کے جوڑنے سے مطلقاً منع فرمایا ہے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے "لعن الله الواصلة والمتوصلة والواشمة والمستوشمة" نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہو بال جوڑنے والی اور لگوانے والی پر اور گود نے اور گودوانے والی پر[۳۵] اس طرح ایک دوسری حدیث ہے "ان النبی ﷺ زجر ان تصل المرأة براسها شيئا"[۳۶] ان احادیث کی روشنی میں امام طبرانی، امام مالک، حافظ ابن حجر نے اس کو مطلقاً ممنوع کہا ہے۔ یہاں تک کہ ابن حجر نے اس قول کو جمہور کی طرف منسوب کردیا ہے، لیکن امام نووی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ وہ بال جو جوڑے گئے ہیں، اگر انسان کے ہیں خواہ مرد کے ہوں یا عورت کے، محرم کے ہوں یا غیر محرم کے بہر صورت حرام ہیں، اسی طرح مردار یا غیر ماکول اللحم جانور کے بال ہوں تو بھی حرام ہیں، البتہ اگر ماکول اللحم جانور ہو تو صرف شادی شدہ عورتوں کے لئے جائز ہے۔ غیر شادی شدہ کے لئے تو کسی بھی طرح جائز نہیں۔ یہی رائے امام شافعی کی بھی ہے۔ لیکن فقہائے احناف نے اس حدیث کے تحت انسانی بالوں کے استعمال کو تو مطلقاً حرام کہا ہے۔ البتہ غیر انسان کے پاک بالوں اور اونی ریشمی اور سوتی دھاگوں کے استعمال کی اجازت دی ہے، اس لئے چوٹیوں کے استعمال کے وقت یہ ضرور دیکھنا چاہیے کہ یہ کس چیز کی ہے۔ اگر دھاگے ریشم وغیرہ کی ہے تب تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر کسی بھی بال کی چوٹیاں بنائی گئی ہوں تو چونکہ عام لوگوں کے لئے انسان اور دوسرے جانوروں کے بال میں امتیاز کرنا دشوار ہے اس لئے احتیاطاً بال والی چوٹیاں استعمال کرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

ناخن: اس زمانہ کی عورتوں میں ایک رسم یہ بھی چل پڑی ہے کہ بڑے بڑے ناخن کی پرورش کرتی ہیں۔ جس میں ناخن مکمل کاٹے نہیں جاتے، بلکہ صرف اس کو ایک خاص شکل دی جاتی ہے، جس پر طرح طرح کے رنگ کئے جاتے ہیں اور یہی مہذب تزئین ان کی عادت بن چکی ہے۔ حالانکہ شریعت کی نظر میں یہ خلاف فطرت ہے، اسلام نے نظافت کے ضمن میں بالکل واضح ہدایت دی ہیں کہ ناخن بڑھانا انسانی ہیئت کا بگاڑنا ہے اور ناخن کاٹ دینا انسانی فطرت سلیمہ کا حصہ ہے، بخاری ونسائی وغیرہ میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "من الفطرة تقلیم الاظفار" یعنی فطری چیزوں میں سے ناخن کاٹنا ہے۔[۳۷] اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کی شرح میں فرمایا ہے "والمراد ازالة ما يزيد على ما يلابس راس الاصابع" یعنی حدیث میں تقلیم الاظفار سے مراد انگلیوں کے سرے سے ملا ہوا جو حصہ زائد ہو جائے اس کو زائل کردینا اور کاٹ دینا ہے[۳۸] اسی روایت کے تحت بعض علماء نے اس عمل کو واجب بھی قرار

دیا ہے البتہ تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ناخن بڑھانا اسلام کے مطلوبہ حسن وہیئت کے خلاف اور سنت نبوی کے منافی ہے، نبی کریم ﷺ نے ہر ہفتہ ناخن کاٹنے کا حکم دیا ہے، حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ چالیس دن میں ضرور کاٹ لینا چاہیے۔ کیونکہ ناخن کاٹنا جہاں سنت نبوی کی پیروی اور ثواب اخروی کا ذریعہ ہے، وہیں جسمانی صحت کے لئے مفید اور تندرستی کا باعث بھی ہے، چنانچہ جدید سائنس کی تحقیق کے مطابق جو خواتین ناخن بڑھاتی ہیں وہ خون کی کمی اور نفسیاتی امراض کا شکار ہو جاتی ہیں حتیٰ کہ ایک ماہر نفسیات کے بقول ناخن بڑھانا اتنا خطرناک ہے کہ انسان کا آخری درجہ کا نفسیاتی مریض بن کر خودکشی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ (۳۹)

اسی طرح اضافہ حسن کے لئے دور حاضر میں بعض عورتیں ناخن پالش کا استعمال کرتیں اور اس سے ہاتھ پاؤں کے ناخنوں کو رنگ لیتی ہیں، جب کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے نماز ان پر فرض ہے اور ایسے پالش کے ہوتے ہوئے نہ تو وضو درست ہے اور نہ ہی نماز۔ اور اگر نماز کے اوقات میں بتکلف صاف بھی کر دیا جائے تو بھی فقہاء نے اس کو مکروہ لکھا ہے، علاوہ ازیں اس میں طبی نقصانات بھی بہت ہیں، ناخن کے مسامات بند ہو جانے کی وجہ سے طرح طرح کے پھوڑے پھنسی ہو جاتے ہیں، حکیم طارق چغتائی کا کہنا ہے کہ امراض جلد کے ایک ماہر ڈاکٹر کے پاس ایک عورت اپنی خارش اور پھنسیاں وغیرہ لے کر آئی اس سے پہلے اس نے بہت علاج کروایا تھا لیکن افاقہ نہیں ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے مریضہ کا معائنہ کر کے فرمایا کہ آپ ناخن پالش کتنے دنوں سے استعمال کرتی ہیں، مریضہ نے کہا گزشتہ ساڑھے پانچ برس سے پھر ڈاکٹر صاحب نے پوچھا مرض کو کتنا دن ہوا، تو عورت نے جواب دیا پانچ برس ہو چکے اور علاج کے باوجود مسلسل مرض موجود ہے، ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ ناخن پالش چھوڑ دیں اور مختصر مناسب علاج کریں چنانچہ مریضہ کا کہنا ہے کہ میں تیسرے ہفتہ صحت یاب ہوگئی۔ (۴۰)

اسی طرح کرومو پیتھی کے ماہرین کے مطابق انسانی زندگی پر رنگ بھی اثر انداز ہوتے ہیں اور انسان جس رنگ کو بار بار دیکھتا ہے اس کا اثر اس کی زندگی پر غالب ہوتا ہے، چنانچہ اکثر ناخن پالش سرخ رنگ کی ہوتی ہے، اور یہ رنگ اشتعال اور بلڈ پریشر اور غصہ کو بڑھاتا ہے، اس لئے وہ لوگ پہلے سے اس مرض میں مبتلا ہوں ان کے مرض میں فوری اضافہ ہو جاتا ہے، اور صحت مند آدمی بھی ان امراض کی طرف دھیرے دھیرے بڑھنے لگتے ہے، گویا ہر رنگ کا ایک منفرد اثر اور مزاج ہوتا ہے اور جب مختلف رنگوں کی الرجی عام آدمیوں کے لئے بھی ناقابل برداشت ہے تو مریض کیسے برداشت کر سکے گا، نیز چونکہ ہر پالش میں رنگ کے ساتھ کیمیکل بھی ہوتے ہیں جو بے شمار امراض کا باعث بنتے ہیں۔ خاص طور پر اس کا اثر جسم کے ہارمونزی سسٹم پر بہت برا پڑتا ہے، جس سے خطرناک زنانہ امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ (۴۱) اسلئے عورتوں کو اس کے استعمال سے بہت زیادہ احتیاط کرنا چاہیے۔ اسلام کے لئے بھی اور اپنی صحت اور زنانہ امراض سے حفاظت کے لئے بھی ناخن پالش کو یکسر چھوڑ دینا چاہیے۔

حواشی

(۱) قرآن پاک پارہ:۸ سورہ اعراف ۳۱۔
(۲) تفسیر رازی ج ۲۔ص ۴۰‘ تفسیر ابن عربی ج:۲ ‘ ص ۷۷‘ تفسیر ابن کثیر ج۔۲ ص۔۲۱۰
(۳) صحیح مسلم بشرح النووی ج:۱۴‘ص ۲۰۹‘۲۱۰
(۴) نیل الاوطار للشوکانی ج ۲۔ص ۱۱۷ المفصل ج:۳‘ص ۳۳۳
(۵) تفسیر رازی۔ج:۲۳ ص ۲۰۶
(۶) قرآن کریم سورۂ نور پارہ ‘ ۱۸‘ آیت ۳۱
(۷) البیھقی فی الادب‘ کتاب اللباس والزاینۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ ص:۲۶۷‘ ڈاکٹر محمد العزیز المفصل ج:۳:ص ۳۲۵
(۸) بخاری بشرح العسقلانی۔ج‘۱ ۔ص ۲۵۴۔نسائی‘ ج ۸‘ ص ۱۸۴
(۹) بخاری بشرح العسقلانی۔ج‘۱ ۔ص ۲۵۶۔نسائی‘ ج ۸‘ ص ۱۸۳
(۱۰) سنن ابوداؤد۔ج:۱ ص ۱۸۵
(۱۱) تفسیر زمخشری ج:۳‘ ص:۵۵۹‘ تفسیر آلوسی ج:۲۲ ص:۸۸
(۱۲) قرآن کریم پارہ ۲۲
(۱۳) نیل الاوطار للشوکانی ۔ج ۲ص:۱۱۶‘۱۱۷
(۱۴) قرآن کریم سورہ نور ۔پارہ ص ۱۸ آیت ۳۱
(۱۵) طب نبوی اور جدید سائنس ۔ص ۳۲۰
(۱۶) سنن ابن ماجہ: ۲ص ۱۱۹۳
(۱۷) سنن ابی داؤد۔ج:۱۱ص‘۱۵۶‘۱۵۷
(۱۸) بخاری مطبوعات بیروت۔۱۹
(۱۹) بخاری مطبوعات بیروت
(۲۰) المفصل ج:۳ ص ۳۵۲
(۲۱) نیل الاوطار‘السنن الکبری۔ج:۷ ص:۲۲۱‘
(۲۲) نیل الاوطار‘السنن الکبریٰ‘ ج ‘۷ ص ۲۲۱
(۲۳) سنن ابی داؤد شرحہ عون المعبود ج:۱۱ص ۲۳۰
(۲۴) جامع الترمذی مطبوعہ بیروت ج:۸۔ ص:۱۷
(۲۵) المفصل ج:۳۔ص ۳۶۹‘ سنن ابی داؤد‘ ج:۱‘ص ۲۲۱
(۲۶) المفصل ج: ۳ ص ‘۳۵۷
(۲۷) سنن ابی داؤد ج:۱۱ ص‘۲۱۸
(۲۸) الفتاوی ہندیہ ج:۵‘ص ۳۵۶
(۲۹) الفتاوی الخانیہ علی ہامش الفتاوی الہندیہ ج:۳ص ۴۰۳۔ المفصل ج:۳‘ص ۴۰۴۔
(۳۰) المفصل: ج ۳ ص:۴۰۵
(۳۱) الجامع الصغیر‘ج‘۲ ۔ص ۳۲۹
(۳۲) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعینی ج :۲ ص ‘۱۹۳
(۳۳) سنت نبوی اور جدید سائنس ۳۲۶
(۳۴) سنت نبوی اور جدید سائنس ۲۶۲
(۳۵) بخاری مطبوعہ ہندیہ ج:۲ ص ۸۷۹
(۳۶) نووی شرح مسلم ج:۵۔ص ۲۸۶
(۳۷) نسائی مطبوعہ بیروت۔ج‘۱۔ص ۱۴
(۳۸) فتح الباری ج ‘۱۰‘ ص ۴۲۸
(۳۹) سنت نبوی اور جدید سائنس ص:
(۴۰) سنت نبوی اور جدید سائنس ص:۳۲۴
(۴۱) سنت نبوی اور جدید سائنس ص:۳۲۵